رسالہ ہذا خاص شیعہ لوگونکی دیکھنے کیواسطے

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

رسالہ

عجالۂ مفحمہ

یکے از مصنّفات جناب تقدس مآب قدسی خطاب تورّع انتساب اسوۃ العلماء العظام قدوۃ الفقہاء الکرام حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام فخر الاماثل والاقران مجتہد العصر والزّمان مولانا ومقتدانا جناب قبلہ وکعبہ عماد العلماء سید مصطفیٰ صاحب

عرف جناب میر آغا صاحب مد ظلہ العالی

نے موافق

حسب فرمان عمدۃ الاعیان مرجع سادات ومومنین شرف الزائرین شاعر عالیوقار مداح اہلبیت اطہار عالیجناب نواب سید اصغر حسین صاحب فاخر دام حشمتہ بتاریخ ششم ماہ ذیحجہ ۱۳۲۳ھ بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہین جناب قبلہ و کعبہ مدظلہم اس مسئلہ مین کہ آپ کی نزدیک عقد زن شیعہ کا ساتھہ مرد سُنّی کے جایز ہے یا نہین۔ اور بر تقدیر ثانی پس در بارۂ عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ساتھہ خلیفہ ثانی کے آپ کیا فرماتے ہین آیا یہ صحیح ہی یا غلط امید وار ہون کہ جواب دونون مسئلون کا مع الاستدلال بشرح و بسط ارشاد ہو بینوا و توجروا و ماجرکم الاعلی اللہ۔

الجواب

چند احادیث معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ عقد زن شیعہ مذہب کا ساتھہ مرد سنّی مذہب کی شرعاً جایز نہین چنانچہ اونہین روایات مین سے حدیث

اول وہ ہے کہ جسکو جناب شیخ محمد بن یعقوب کلینی کتاب کافی کی باب النکاح
مین لکھتے ہین نسخہ مطبوعہ کی صفحہ ۱۴۱ مین عدۃ من اصحابنا عن سھل بن زیاد
عن الحسین بن بشار الواسطی قال کتبت الی ابی جعفر ع اسالہ عن
النکاح فکتب الیّ من خطب الیکم فرضیتم دینہ وامانتہ فزوجوہ الخبر
جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جس مرد کا دین تمہارے نزدیک پسندیدہ ہو اوس سے اپنی دختران
وغیرہا کا نکاح کرو نہ اوس سے کہ جسکا دین پسندیدہ نہو۔ **حدیث دوم**
کہ جسکا مضمون قریب بمضمون اول ہی بعد اوسکے اوسی صفحہ مین لکھی ہے اور اسمین
یون وارد ہوا ہے فان رسول اللہ قال اذا جاءکم من ترضون خُلقہ
ودینہ فزوجوہ الخبر **حدیث سوم** مثل خبر دوم کے ہے لیکن باسناد دیگر
حدیث چہارم کتاب کافی مذکور کی صفحہ ۱۴۲ مین جو لکھی ہے وہ بحذف
اسناد یہ ہی عن الفضل بن یسار قال قلت لابی عبد اللہ ان لامرأتی
اختاً عارفۃ علی رأینا ولیس علی رأینا بالبصرۃ الا قلیل فاُزوّجہا ممن لا یری
رأینا قال لا ولا نعمۃ ولا کرامۃ الخبر۔ کہ جسکا حاصل مضمون یہ ہی کہ زن شیعہ کا
نکاح ساتھ مرد غیر شیعہ کے جایز نہین ہے **حدیث پنجم** نیز صفحہ بالا مین اسطرح سے
وارد ہوئی ہے عن عبد اللہ بن سنان قال سئلت اباعبد اللہ عن الناصب
الذی قد عرف نصبہ وعداوتہ الی قولہ علیہ السّلام لا یتزوج المؤمن
الناصبۃ ولا یتزوج الناصبُ المومنۃ ولا یتزوج المُستضعفُ مومنۃً
حدیث ششم کافی مذکور کے صفحہ ۱۴۱ مین یون منقول ہی عن الفضیل
بن یسار قال سئلت اباعبد اللہ الی قولہ فقلت جعلت فداک
ماتقول فی نکاحھم قال والمراءۃ عارفۃ قلتُ عارفۃٌ قال علیہ السّلام
ان العارفۃ لا توضع الا عند عارفٍ اور لغت مجمع البحرین مین لکھا ہی یکون المراد

العارف بطریقہ اہل البیت علیہم السلام پس مراد عارف وعارفہ سے مرد متشیع
اور زن متشیعہ ہی الی غیر ذلک من الاخبار اور ان روایات پر عمل کیا ہے۔
اور موافق انکے فتویٰ دیا ہے ایک جماعت نے منجملہ علمای امامیہ ایدہم رب
البریہ بلکہ دعوا اس قول کے شہرت بین العلما کا ہو سکتا ہے چنانچہ جناب سید
سند ریاض المسائل مین فرماتے ہین وہو المشہور بین الطائفۃ۔ بلکہ اجماع منقول کا
چنانچہ جناب سید محمد ورح کی عبارت سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے۔ بل حکی
علیہ الاجماعات المستفیضۃ عن الخلاف والمبسوط والسرائر وسلار
والغنیۃ اور بعض افاضل اعلام اعنی صاحب دلائل الاحکام فرماتے ہین۔
واما تزویج المومنۃ من المخالف فالمعروف بین الاصحاب المنع
وانکان من بعض فرق الشیعۃ حتی نقل علیہ الاجماع تا این کہ
بعد عبارت طولانیہ لکھا ہے ثم ظاہرہم عدم الصحۃ لاقتضاء النہی
الفساد بل عن الخلاف والغنیۃ والسرائر الاجماع علی انہ لا یصح
تزویج المسلمۃ المومنۃ الا بمثلہا وہو الحق انتہی کلامہ رفع فی الجنان
مقامہ۔ پس بنا برا احادیث مذکورہ باعتقاد بدعاوی اجماع وشہرت
مزبورہ قول بعدم جواز عقد مذکور قوی ہے بلکہ اقوی ہے والعلم عند اللہ العلی
الاعلی اور یہ جو کچھ اُکہ مذکور ہوا یہ نسبت مطلق اہل خلاف کے تہا اور لیکن
ناصبی کہ جو عداوت رکہتا ہو اہلبیت جناب خاتم النبیین صلوات اللہ علیہم
اجمعین سے اور عداوت کا اظہار کرے پس چونکہ وہ محکوم بکفر ہے اس سبب سے
عقد زن مومنہ ومتشیعہ کا اوسکے ساتھ کسی طرح جایز نہین ہو سکتا۔
اور علمای امامیہ ایدہم رب البریہ مین سے کوئی شخص قائل اسکے جواز کا نہین ہے
بلکہ اسپر اجماع محقق کا دعوا ہو سکتا ہی بلکہ ضروریات مذہب شیعہ سے اسکو کہنا

روا ہے اور اسی طرح سے زن ناصبیہ کا عقد مرد شیعہ سے بھی جائز نہیں ہے۔
علمائے خیانچہ محقق طاب ثراہ شرایع مین فرماتے ہین نعم لا یصح نکاح الناصب
المعلن بعداوۃ اہل البیت لارتکابہ ما یعلم بطلانہ من دین الاسلام
اور صاحب دلائل الاحکام بعداد سکے لکھتے ہین لو اجد فی الحکم خلافا
بل نقل علیہ الاجماع ودلّ علیہ النص الخ اور شرح کبیر مین لکھا ہی نعم لا یصح
نکاح النّاصب ولا النّاصبیۃ لعداوۃ اہل البیتؑ لکفرھم اجماعا
لانکارھم الضروری من الدّین فیشملہما عموم ادلّۃ المنع من مناکحۃ
الکفّار مضافا الی النّصوص المستفیضۃ کالصّحیح لا یتزوج المومن الناصبۃ
المعروفۃ بذلک ونحوہ الصّحیح فی منع المومنۃ عن التّزویج بالناصب انتہی
اور کتاب جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام مین اسطرح تحریر ہی نعم لا یصح نکاح الناصب
المعلن بعداوۃ اہل البیت ولا نکاح النّاصبیۃ کذلک لارتکاب بہما یعلم
بطلانہ من دین الاسلام مع فرض تدینہما بذلک فھو حینئذ انکار
لضروری من ضروریات الدّین ودخولٌ فی سبیل الکافرین کغیرہ ممّن
کان کذلک بلا خلافٍ اجدہ فیہ بل الاجماع بقسمیہ علیہ والنصوص
کادت تکون متوارۃ فیہ بل ھی کذلک الی آخر ما اباد واجاد اور
جب بفضل اللہ سبحانہ وحسن توفیقہ اس مسئلہ کے تقریر و تحریر سے
الفراغ حاصل ہوا۔ پس اب مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب معصومہ
سیدہ نساء العالمین علیہم الصلوٰۃ والسلام مین ساتھ ثانی خلیفہ اہل خلاف کے
بحث کیجاتی ہی اور خلاصہ کلام اس مقام مین یہ ہی کہ دو حال سے خالی نہین
ہے یا یہ کہ عقد مذکور واقع فی الواقع ہوا ہے یا بالکل غیر واقع اور بے اصل ہے
اور برتقدیر اول آیا عقد مذکور باجبار و اکراہ ہوا ہے یا برضا و خوشنودی

پس ان امور ثلاثہ مین سے ہر ایک کو بالتفصیل بیان کرنا چاہیے پس کہتے ہین ہم
لیکن امر اول یعنے یہ عقد ہوا باکراہ و اجبار پس اسکا احتمال متطرق ہے بنا بر مفاد
چند روایات عامہ اور نظر بظاہر بعض اخبار کہ جو آیندہ محل مناسب مین بیان
کیجاوینگی اجمالاً و تفصیلاً انشاء اللہ تعالے۔ اور مراد اس سے یہ ہی کہ ممکن ہے کہ حضرت
امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنا بر بعض مصالح خفیہ اور بمراعات تقیہ
تجویز مذکور تجویز فرمائی ہو کیونکہ ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام اکثر اوقات مین
مراعات تقیہ فرماتے رہے یہانتک کہ بعض معصومین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا
کہ التقیۃ دینی و دین ابائی بلکہ خود جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ نیز بنا بر
بعض روایات اہلسنت بعض ازمنہ مین تقیہ فرما چکے ہین چنانچہ بعض کتب معتبرہ
اہلسنت مین مثل کتاب ذخائر العقبیٰ کے مروی ہے عن عایشہ قالت کان
الاسلام قد فرق بین زینب وابی العاص حین اسلمت الا ان
رسول اللہ کان لایقدر علے ان یفرق بینہما وکان رسول اللہ مغلوبا
بمکۃ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ عایشہ کا یہ قول تہا کہ اسلام نے تفریق کردی تھی
درمیان زینب کے اور اونکے شوہر کافر ابو العاص کے جبکہ وہ اسلام لائین
یعنے زینب کا عقد باطل ہو گیا بعد مسلمہ ہونے کے لیکن باوجود اسکے جناب
رسول خدا اونکو جدا نہ کر سکے اوس کافر سے پس ہمبستری کافر کے ساتھ
بدستور باقی رہے بغیر عقد کے چونکہ رسولخدا قادر نہ تھے جدا کرنے پر اور
جناب رسالتماب صلعم جبتک شہر مکہ مین رہے مغلوب رہے بجہت غلبہ کفار
پس اس قسم کی روایات اہل خلاف سے صاف ظاہر ہوتا ہی بلکہ ثابت ہوتا ہے
کہ جناب رسول خدا نے بعض ازمنہ مین تقیہ فرمایا ہی جب آنحضرت کا حال
یہ تہا تو اونکی نائب برحق اور وصی بلافصل نے بہی اگر بعض مواضع مین مراعات

تقیہ فرمائی تو کب محال اعتراض ہو سکتی ہے کسی شخص کو اوس جناب پر اور

لیکن امر دوم یعنے شاید یہ عقد برضا و خوشنودی ہوا ہو بلا اجبار اور تقیہ پس
اسکی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ نہ کوئی روایت معتبرۂ اہلسنت اسپر دلالت کرتی
ہے اور نہ کسی حدیث سے منجملۂ احادیث امامیہ اسکا دعوا تنصیصاً اور تصریحاً فرمایا ہے
بلکہ یہ مضمون مخالف مفاد روایات فریقین ہے اور نیز مخالفت رکھتا ہے
بعض ضوابط و اصول مذہب شیعہ سے کہ جسکی طرف ہمنے اشارہ کیا ہے
سابقاً پس یہ احتمال باطل اور پیرایۂ صحت سے عاطل ہے اور لیکن امر سوم
یعنے فی الواقع اور نفس الامر مین یہ عقد کسیطرح پر واقع ہی نہ ہوا ہو پس یہ بھی
ممکن اور محتمل ہے بلکہ اس احتمال کو ارجح و اقوی کہہ سکتے ہین کئی وجہوں سے۔
ازانجملہ وجہ اول وہ حدیث ہی کہ جسکو جناب علامہ مجلسی رح نے بحار مین کتاب
خرائج الجرائح سے نقل فرمایا ہے اور بحذف اسناد اسمقام مین ذکر کیجاتی ہے
عن عمر بن اذینہ قال قیل لابی عبد اللہ ان الناس یحتجون علینا و یقولون
ان امیر المومنین ع زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم و کان ع متکیا فجلس و قال ایقو
لون ذلک۔ ان قوما یزعمون ذلک لا یھتدون الی سواء السبیل
اما کان یقدر امیر المومنین ع ان یحول بینہ و بینھا فینقذھا۔ کذبوا
و لم یکن ما قالوا ان فلانا خطب الی علی ع بنتہ ام کلثوم فابی علی ع فقال
للعباس واللہ لان لم یزوجنی (نسخہ لم تزوجنی) لانزعن منک السقایۃ و
زمزم فاتی العباس علیا فکلمہ فابی علیہ فالح العباس فلما رای امیر
المومنین ع مشقۃ کلام الرجل علی العباس و انہ سیفعل بالسقایۃ ما قال
ارسل امیر المومنین الی جنیۃ من اہل نجران یھودیۃ یقال لھا
سحیفہ بنت جریریۃ فامرھا فتمثلت فی (نسخہ) مثال ام کلثوم و حجبت الابصار

نسخہ لم تزوجنی

نسخہ بمثال

عن ام کلثوم وبُعِثَ بها الی الرجل فلم تزل عندہ حتیٰ انہ استراب
بها یوماً فقال ما فی الارض اهلُ بیت اسحر من بنی هاشم ثم اراد ان
یُظْهِرَ ذلک للناس فَقُتِلَ وحوت المیراث وانصرفت الی نجران۔
واظهر امیر المومنین علیہ السلام ام کلثوم ملخص ترجمہ اسکا یہ ہی کہ ابن اذینہ
روایت کرتا ہی کہ ایک شخص نے عرض کی خدمت حضرت امام صادقؑ مین
کہ اکثر لوگ ہمپر اعتراض کرتے ہین کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فلان شخص سے
اپنے بیٹی ام کلثومؓ کا عقد کر دیا اور اوسوقت مین حضرت صادق تکیہ پر اعتماد
لئے ہوے تھے یہ سنکر حضرت اوٹھہ بیٹھے اور فرمایا بدرستیکہ جو گروہ ایسا کلام
کرتے ہین وہ گمراہ ہین یعنے حقیقت حال سے واقف نہین ہین۔ سبحان اللہ
کیا حضرت امیر المومنین قادر نہ تھے اس امر پر کہ مانع ہوتے اس عقد سے
اور بچا لیتے دختر نیک اختر کو اوس شخص کے قبضہ سے۔ دروغگو ہین وہ لوگ اور
واقع مین نتہا وہ امر کہ جسکا وہ ادعا کرتے ہین۔ بہ تحقیق کہ فلان شخص نے جب
خواستگاری کی حضرت امیر علیہ السلام سے عقد ام کلثوم کی پس انکار کیا حضرت امیر نے
اور باز رہے اوسکے قبول سے پس اوس شخص نے عباس عم رسول خدا سے کہا
کہ قسم خدا کی اگر علی اوس دختر کا عقد میرے ساتھ نکرینگے تو مین چھین لونگا تمسے
عہدہ سیراب کرنے حاجیونکا اور زمزم تمہارے قبضہ سے نکال لونگا پس
حاضر ہوے عباس خدمت حضرت امیر علیہ السلام مین اور اوس بات کا
ذکر کیا اور اوسمین گفتگو کی۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ بات نہین ہوسکتی تب عباس
الحاح اور اصرار کیا پس جب حضرت امیرؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ کلام اوس شخص کا بہت
شاق ہوا ہے انکو اور وہ ضرور عہدہ سقایت سے انکو معزول کر دیگا پس حضرت
امیر علیہ السلام نے یہ تدبیر فرمائی کہ ایک عورت قوم جنات سے کہ جو بصورت انسان

شکل ہو کر شہر نجران مین زنان یہودیہ کے ہمراہ رہتی تھی یا مذہب یہود اختیار کیے تھی
اور نام اوسکا سحیقہ بنت جریریہ تہا اوسکو وہانسے طلب فرمایا اور جب وہ حاضر
ہوے تو اوسکو حکم فرمایا کہ امّ کلثوم کے شکل بن جا پس وہ فوراً موجب حکم آنجناب
متشکل ہو گئی بصورت امّ کلثوم اور حضرت امّ کلثوم مخفی اور پوشیدہ کی گئین
انظار مردم سے اور وہ زن جنّیہ ارسال کی گئی پیش مرد مذکور پس ہمراہ اوسکے
اوسنے بسر کی ایک مدت تک تا اینکہ ایک دن بعض قرائن سے وہ متنبہ ہوا اور سمجھگیا
کہ یہ امّ کلثوم دختر جناب سیدہ علیہم السلام نہین ہے۔ پس بولا کہ بنی ہاشم سے
زیادہ جادوگر کسی خاندان کے لوگ نہون گے اور بعد اسکے چاہتا تھا کہ اس
راز کو فاش کرے کہ ناگہان عمر عمر تمام ہو گئی اور وہ مقتول ہو گیا پس وہ عورت میراث
مین حصہ زوجیت لیکر چلی گئی طرف شہر نجران کے جہانسے آئے تھے اور بعد ازان
حضرت امیر علیہ السلام نے امّ کلثوم کو ظاہر فرما دیا تمام ہوا ملخص ترجمہ۔ روایت پس
اس حدیث شریف سے مستفاد ہوا کہ قصہ حضرت ام کلثوم بہت مشابہت رکھتا ہے
قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یعنے جسطرح سے کہ پروردگار علیم حکیم نے بعض یہود کو
متشکل کر دیا تہا بشکل حضرت عیسیٰ اور اوسی کو اون لوگون نے سولی دیکر ہلاک کیا اور
سمجھے کہ ہمنے حضرت عیسیٰ کو دار پر کھینچا ہے حالانکہ گمان اونکا غلط تہا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کو
حقتعالے نے بلند مرتبہ کر کے آسمان پر ساکن فرمایا تہا اسیطرح سے ما نحن فیہ مین
ماجرا ہوا کہ اہلبیت طاہرین علیہم السلام تو جانتے تھے کہ حضرت امّ کلثوم انظار
اشخاص سے غائب اور محفوظ ہین اور زن دیگر ہمشکل اور ہمصورت اونکے قبضہ
شخص مذکور مین ہے لیکن اکثر مردمان خصوصاً اہلخلاف سمجھتے تھے کہ یہ عورت وہی
امّ کلثوم دختر جناب سیدہ علیہا السلام ہے لہذا یہ ایک سبب ہوا منجملہ اسباب
اختلاف اخبار و روایات واردہ فی المقام اور بعض اسباب دیگر کے طرف

آئیندہ اشارہ کیا جاویگا انشاء اللہ الخبیر العلام اور وجہ دوم اور سوم قاعدہ اصالۃ
عدم ہے حوادث مین اور استصحاب حالت سابقہ و ابتدائیہ مع تعاضد ہما بانکار
بعض اساطین الاعلام یعنے چند عالمون نے منجملہ اکابر علماے امامیہ اس عقد کے
مطلق وقوع سے انکار کیا ہی اول اونمین سے جناب شیخ مفید طاب ثراہ ہین۔
چنانچہ بحار مین لکھا ہی جو کہ خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ فرمایا شیخ مفید قدس اللہ روحہ نے
جواب مسائل سرویہ مین کہ جو خبر وارد ہوی ہے مشتمل براین کہ حضرت امیر علیہ السلام
نے اپنی دختر کا عقد واقع کیا ساتھہ عمر کے۔ تو یہ امر ثابت نہین ہوا اور طریقہ روایت
مذکورہ مین داخل ہے زبیر بن بکار اور یہ شخص موثوق بہ نہین ہے نقل اخبار مین بلکہ
متہم بکذب ہی بسبب دشمنی علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اور اسکے قول کا کچہہ اعتبار
نہین ہی اور اوسکا بیان بہی مختلف ہی کبہی کہتا ہی کہ حضرت امیرؑ نے خود عقد مذکور واقع
کیا ہے کبہی کہتا ہے کہ عباس اس عقد کے متولی ہوی تہی کبہی کہتا ہے کہ یہ عقد واقع نہین ہوا
الا بعد ازان کہ عمر نے تخویف اور تہدید کی تہی بنی ہاشم پر اور کبہی کہتا ہی کہ یہ
عقد باختیار اور رضامندی ہوا ہے الی آخر کلامہ طاب ثراہ اور دوسرے
قطب الدین راوندی علیہ الرحمہ بحسب ظاہر انکار رکہتے تہے وقوع عقد مذکور سے
اور تیسرے ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب مین انکار صریح فرمایا ہی اور لیکن
روایات اور اخبار کہ جو اس مقدمہ مین وارد ہوئی ہین اور مشعر بوقوع عقد مذکور
ہین پس وہ دو قسم کے ہین۔ ایک قسم اخبار عامہ ہین کہ جو بطرق اہلسنت وارد ہوے
ہین۔ اور دوسری قسم روایات خاصہ ہی کہ جو بطریقہ امامیہ منقول ہین لیکن اخبار
اہلسنت پس اولاً اونکی اسناد مین ضعف ہی جیسا کہ ظاہر ہوتا ہی اقوال بعض علمای
اہلسنت سے اور ثانیاً اونکی دلالت مین اختلال ہی بسبب تخالف اور تہافت اور
تناقض کی چنانچہ حال اونکا بالتفصیل معلوم ہوتا ہی رجوع کرنیسے طرف رسالہ لطیفہ

در مقالہ منیفہ موسوم بکنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم اور بعض مجلدات کتاب رمی الجمرات
اور یہ دونون کتابین مطبوع ہو چکی ہین پس ہمکو اون روایات سے تعرض کرنیکی اس مقام
مین کوئی ضرورت نہین ہی اور لیکن اخبار امامیہ پس وہ چند روایتین ہین۔
روایت اولی اونین سے وہ ہی کہ جو کافی مین مذکور ہے باسنادہ عن زرارۃ عن
ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذالک فرج غصبناہ لیکن اسکی
دلالت قطعیہ اوپر مطلب مدعیان کے محل نظر بلکہ معرض منع ہے اولاً اس جہت سے
کہ کلام سایل مین یہ قید نہین ہی کہ وہ ام کلثوم کہ جو بنت جناب فاطمہ یا بنت علی ابن طالب
تہین پس مراد سایل کی یہ ہو گی کہ جو عورت نبابر مشہور موسوم بہ اسم ام کلثوم تھی
اور خانہ اہلبیت سے وہ باہر آئی تھی اور عمر نے اوس سے عقد کیا اسکی اصلیت
کیا ہے پس حضرت صادق علیہ السلام نے مصداق اسم مذکور سے وہی زن
جنیہ جو متشکل بصورت حضرت ام کلثوم کی گئی تھی مراد لی ہو گی۔ اور اس صورتمین
لفظ غصبناہ کا اطلاق اسوجہ سے فرمایا کہ یہ ماجرائے تشکیل و تشبیہ و تدبیر صیانت
و تحفظ حضرت ام کلثوم بنت جناب معصومہ نیز بسبب اجبار و اکراہ شخص غاصب
عمل مین آئی والا اسکی بھی کوئی ضرورت نہوتی ثانیاً بر تقدیر یکہ حضرت ام کلثوم
بنت جناب سیدہ علیہا السلام مراد لی جاوین پس غصبناہ سے یہ مقصود ہو گا
کہ غصبناہ فی الظاہر لا فی الواقع یا اوس سے معنی مجازی مراد لیجاوینگے یعنی مجاز
مشارفت مانند من قتل قتیلاً ای ارید غصبہ منا یعنی اوسکے غصب کا ارادہ
کیا گیا تھا لیکن خدا نے اونکی صیانت اور حفاظت فرمائی غاصب کی قبضہ سے
پس اسکی بھی رجوع ہو گی بطرف قصہ زن جنیہ مسطورہ کہ جو مذکور ہے حدیث
خرائج مین اور اوسیمین اور اس روایت کی مضمون مین موافقت حاصل ہو گی
اور ہو نعم الوفاق روایت ثانیہ بعد پہلی روایت کے اوسی مقام مین مذکور ہے

رسالہ مین مطبع اثنا عشری [illegible] حل الکلثوم [illegible] کتابین —

عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنینؑ انہا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی۔ ابی باس فقال ما ذاک قال خطبت الی ابن اخیک فردنی۔ اما واللہ لاعودن زمزم ولا ادع لکم مکرمۃ الا ہدمتہا ولاقیمن علیہ شاہدین بانہ سرق ولاقطعن یمینہ فاتاہ العباس فاخبرہ وسألہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ اور اس روایت سے ثبوت دعوی مدعین نہایت دشوار ہے بجہت اجمال مضمون اخر کیونکہ اسمیں یہ بہی مذکور نہیں ہے کہ حضرت امیرؑ نے عباس کو وکیل واسطے ایقاع عقد کے مقرر فرمایا تہا و حالانکہ بعد انشا توکیل فسخ وکالت بہی جایز ہے۔ چہ جای خبر وقوع عقد پس ہو سکتا ہی کہ مراد حضرت امیرؑ کے یہ ہو کہ صبیہ مرضیہ کی صیانت اور حفاظت مین کوشش کرو اور ہم تم مبشارکت ایسی تدبیر کرین کہ نہ تمیرد وہ شخص ظلم و تعدی کرنے پاوے اور نہ اس امر مکروہ کی نوبت آوے پس اس روایت کے بہی مثل روایت سابقہ کے وہ لوگ استدلال نہیں کر سکتے۔ روایت ثالثہ وہ ہے جسکو صاحب وسائل نے اسطور سے لکہا ہے روی الشیخ فی الخلاف عن عمار بن یاسر قال اخرجت جنازۃ ام کلثوم بنت علیؑ وابنہا زید ابن عمر وفی الجنازۃ الحسن والحسین وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وابو ہریرۃ فوضعوا جنازۃ الغلام مما یلی الامام والمرأۃ وراۂ وقالو ہذا ہو السنۃ لیکن ناظران باعتبار پر ظاہر و ہویدا ہے کہ یہ خبر کوی حدیث نہیں ہے یعنی کلام کسی معصوم کا نہیں ہی بلکہ یہ بیان ہی عمار بن یاسر کا اور ممکن ہے کہ بعض راویان خبر کو یہان پر اشتباہ ہوا ہو کیونکہ اس مقام مین وجوہ اور اسباب التباس و اشتباہ کی بکثرت پاے گئی ہین کہ جنکا بیان کیا ہی مصنف رسالہ کنز مکتوم شکر اللہ سعیہ نے بہ تفصیل تمام و استدلال مالا کلام اور اونین سے وجہ

اقوی و اکمل اشتباہ کی یہ تھی کہ خود اہلسنت کے کتب معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے
کہ چند زنان موسومہ بام کلثوم تحت زوجیتِ خلیفہ صاحب مندرج ہین۔
از انجملہ ایک امّ کلثوم وہ تھی جو در زمانہ صلح حدیبیہ عمر صاحب کی معقودہ ہوئی
تھی اور دوسری مادرِ عاصم بن عمر تھی کہ نام اوسکا جمیلہ تھا اور کنیت اوسکی بھی امّ
کلثوم تھی جیسا کہ تاریخ خمیس سے ظاہر ہوتا ہی اور تیسری امّ کلثوم بنت جرول
خزاعی تھی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ ثانی کی زوجہ تھی اور اونہیں کے بعض کتب
معتبرہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زید بن عمر اسی امّ کلثوم کے شکم سے پیدا ہوا تہا
اور ان مادر و پسر نے معاً ایکہی دن وفات پائی تھی در عہد سلطنت معاویہ۔
پس اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روایت عمّار مین ہر دو میت مذکور ہین
یہی دونون مادر و پسر تھے یعنی امّ کلثوم بنت جرول خزاعی اور پسر شکمی اوسکا
زید بن عمر اور بعض راویان نے بسبب اشتباہ کی اوسکو ہمارے حضرت
علیہ السّلام کی طرف منسوب کرکے کہدیا کہ امّ کلثوم بنت علیؑ اور بعض ثقات
نے لکہا ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنی کتاب تحفہ مین فرماتے ہین
کہ یہ متواترات مین سے ہے کہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین قتل ہوا اور
اوسکی ماں امّ کلثوم بھی اوسکے ساتھی مری اور اوسپر عبد اللہ بن عمر اور جناب
امام حسین علیہ السّلام نے ملکر نماز جنازہ پڑہی۔ اور بعض دیگر فضلائے اہل سنت
نے بھی اسکے تواتر کا دعوا کیا ہے مع اقرار باین کہ یہ سانحہ عہد معاویہ مین ہوا
تہا پس بعد اس مضمون کے ناقل ثقہ موصوف لکھتے ہین کہ اب بندہ کہتا
ہے کہ یہ بھی متواترات سے ہی کہ جو خاص بیٹی فاطمہ علیہا السلام کی بہن امام حسین کی تھین

مین موجود تہین اور آپ کی علمانے یعنی علماء اہلسنت نی بھی اونہین کی زبانی مرثیہ مدینۃ جدنا لاتقبلینا فبالعبرات والحسرات جئنا نقل کیا ہی اسپر اکثر اہل تواریخ کا اتفاق ہے مثل روضۃ الشہدا اور روضۃ الصفا اور حبیب السیر اور مقتل ابی مخنف او رمشہد ابو اسحاق وغیرہ کی۔ یہانتک کہ تحریر الشہادتین سلامۃ اللہ شرح سر الشہادتین شاہ صاحب دہلوی مین بھی مکالمات امّ کلثوم ساتھہ ابن زیاد کے اور ساتھہ یزید کے موجود ہین پس ان دونون خبرہاے متواتر سے ثابت ہوا کہ وہ امّ کلثوم جسکا بیٹا زید ابن عمر تہا وہ بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السّلام کی نہ تہین ھذا ملخص بعض عباراتہ اید اللہ باحسن تائید اتہٰ پس جو کچھہ کہ بیان کیا گیا اوس سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ خبر عمّار لایق تمسک اور قابل استدلال ہرگز ہرگز نہین ہو سکتی روایت رابعہ کہ وہ بھی وسائل مین لکھی ہے بحذف اسناد یہ ہی عن عبد اللہ بن سنان ومعویۃ بن عمّار عن ابی عبد اللہ؏ قال سئلتہ عن المراۃ المتوفی عنہا زوجہا تعتدّ فی بیتہا او حیث شاءت قال بل حیث شائت ان علیًا لما توفّی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بہا الی بیتہ اور اس روایت مین بھی یہ قید نہین ہے کہ امّ کلثوم بنت علی یا بنت فاطمہ تہین پس محتمل ہے باحتمال قوی کہ مراد وہی زن جنیہ ہو گی کہ جو بحکم حضرت امیر متشکل ہو گئی تھے بصورت حضرت ام کلثوم اور حضرت امیر بنا بر حکمت ومصلحت اوسکو اپنے گھر مین لے آئے تا کہ سرّ خفی منکشف نہو اور راز فاش نہو جاوے اور بعد ازان کسی روز بہ اخفا اوسکے مکانپر اوسکو ارسال فرمایا ہوگا۔ پس اگر کہا جاوی کہ یہی خبر بطریق دیگر وارد ہوئی ہے سلیمان ابن خالد سے اوسمین یہ فقرہ زیادہ ہی کہ فاخذ بیدھا الخ اور یہ منافی تاویل مذکور ہی تو اسکا جواب یون ہو سکتا ہے کہ باوجود اسکے بھی منافات ثابت ومتحقق نہین ہوتی اسلئے کہ اولاً اخذ

مستعمل ہوتا ہی اکثر بمعنے اور اد و اعانت چنانچہ بعض ادعیۂ ماثورہ مین داعی کی
جانب سے سوال ہے بدرگاہ پروردگاران تصلّی علےٰ محمد وآل محمد وان تاخذ
بیدی اور ہہین معنے اہلسنت اپنے بعضے مرشدون کو پیر دستگیر کہتے ہین اور ثانیاً
برتقدیر تسلیم پس اخذ ید بالائی لباس و چادر سے در وقت ضرورت یا بمحل
حکمت و مصلحت ممنوع نہین ہو سکتا کما لا یخفی روایۃ خامسۃ یہ بھی وسائل
مین بحذف اسنادیون وارد ہوئی ہے۔ عن ابن القداح عن جعفر عن
ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علیؑ وابنہا زید بن عمر بن خطاب
فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما
من الاخر وصلّی علیہما جمیعاً اور مضمون اسکا قریب بمضمون خبر ثالث
مذکور ہی اعنی روایت عمار بن یاسر کہ جسکا ذکر سابقاً ہو چکا ہے بیان کافی
ووافی ہان یہ فرق ہے کہ وہ روایت تھی اور یہ حدیث ہی لیکن ممکن ہی کہ اسکی
راوی اول نے حدیث کو نقل بالمعنی کیا ہو اور اوسکو بھی اشتباہ ہوا ہو کہ جو
اشتباہ بعض رواۃ خبر عمار کو ہوا تہا۔ اور اگر یہ احتمال ضعیف قرار دیا جاوے
پس ہم کہینگے کہ یہ حدیث محمول تقیہ پر ہی اسلئے کہ یہ مضمون موافق عامہ ہی بخلاف
مضمون حدیث کتاب خرائج کہ وہ مخالف عامہ ہی والرشد فی خلافہم فی صورۃ
التعارض باوجود اعتضاد حدیث خرائج ببعض ضوابط اصولیہ مثل اصل عدم
واستصحاب کما اشرنا الیہ سابقاً فتذکر و تدبر فی الباب اور سوائے ان روایات
خمسہ کی اور کوئی خبر معتبر کہ بطرق امامیہ وارد ہوئی ہو باوجود تفحص کی اسوقت تک
نظر احقر کی ہہین گذری اور اگر ہو گی تو ظاہراً مثل انکی اوس کا بھی حال ہو گا واللہ علیم
اور ملخص اور خلاصہ ان تقریرات اور تحریرات کا یہ ہی کہ ہم لوگ اہل تشیع یہ ہہین
کہتے کہ کوئی عورت موسوم بہ اسم ام کلثوم خلیفہ صاحب کی عقد مین ہہین آئی بلکہ تواریخ

وغیرہا سے ظاہر ہوتا ہی کہ دو تین زنان اس نام کے اونکی تحت زوجیت مندرج تھین ہان ہم یہ کہتے ہین کہ عقد اونکا ساتھہ حضرت ام کلثوم صبیہ مرضیہ جناب معصومہ سیدۃ نساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی مطلقاً ثابت نہین ہی اگرچہ ممکن ہے کہ باجبار واکراہ براعات تقیہ واقع ہوا ہو مگر ہمارے نزدیک یہ احتمال مرجوع ہی جیساکہ سابقاً بیان کیا گیا اور لیکن یہ امر کہ عقد مذکور برضا وخوشنودی بلا اجبار واکراہ اور بدون ضرورت وتقیہ واقع ہوا ہو پس اسکا احتمال بھی نہین ہی اسلئے کہ کوئی دلیل اسکی نہین ہی اور یہ مخالف اجماع فرقہ امامیہ اور منافی بعض ادلہ اصول مذہب شیعہ ہی پس یہ احتمال سراسر فاسد ہی اور باطل اور بسط مقال اسمین تطویل ہی بلا طائل اور باوجود اسکے جو بعض فقہا طاب ثراہم نی استدلال کی ہی اوپر جواز عقد زن شیعہ ساتھہ مرد سنی کی اور منجملہ مؤیدات قول مزبور تزویج مذکور کو تجویز فرمایا ہی پس باعث کمال حیرت واستعجاب ہی کیونکہ اگر مقصود اونکا یہ ہی کہ وہ عقد براعات تقیہ ہوا تہا پس حکم بجواز در غیر محل تقیہ چہ معنے دارد اور اگر مدعا یہ ہی کہ برضا واختیار بدون تقیہ ہوا تہا پس اس صورت مین خرق اجماع فرقہ امامیہ اثنا عشریہ اور مخالفت نصوص مستفیضہ کثیرہ لازم آویگی بجہت منصوبیت مرید عقد بر منصب ناصبیت اور اسی امر کیطرف اشارہ فرمایا ہی فاضل علام صاحب دلائل الاحکام نی باین عبارت دامّا ما وقع من النبی والائمۃ من تزویجہم ذلک الصنف بعد فرض تحققہ فہو امر مبنی علی الظاہر لمصالح لا نصل الیہا او للتقیۃ والا لزم جواز تزویجہم للکفار وللناصب لان من زوجوہ منہم وہو خلاف ما علیہ الطائفۃ بلکہ خود مستدل موصوف اسی مسئلہ مین بعد حکم بعدم جواز ارشاد فرماتے ہین بلا خلاف اجدہ فیہ بل الاجماع بقسمیہ علیہ والنصوص کادت یکون متواترۃ فیہ بل ہی پس ان دونون حکمونمین تطبیق اور توفیق بہت دشوار ہی والعلم عند اللہ العلیم الوہاب وہو ملہم الحق والصواب ومعطی الاجر والثواب ومنہ المبدأ والیہ المآب نمق ہذہ الحروف العبد المذنب خادم الشریعۃ المصطفویۃ السید مصطفی المدعو بمیرا غا بیمناہ الجانیۃ الفانیۃ اعطی کتابیہ بہا فی الاخرۃ